تمنائے حضوری

بیسویں صدی کی آخری طویل نعتیہ نظم

ریاض حسین چودھری

تمنائے حضوری

بیسویں صدی کی آخری طویل نعتیہ نظم

ریاض حسین چودھری

مغل کمپنی (رجسٹرڈ) لاہور

کنٹراسٹ پرنٹرز اینڈ پبلشرز
قذافی مارکیٹ اردو بازار
لاہور فون 7311042

Marfat.com

کتاب کے اشاعتی نظم کو جمالیاتی قدروں
سے ہم آہنگ کرنے کے شعور کو فروغ
دینے والا منفرد ادارہ۔

تزئین و اہتمام :-

مرزا اوصاف احمد بیگ

84081

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

باراول : یکم ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
جون ۲۰۰۰ء
کمپوزنگ : خرم سبحانی مغل
اہتمام : محمد نواز
سرورق : محمد اعظم
پریس : کنٹراسٹ پرنٹرز اینڈ پبلشرز
قیمت : ۱۰۰ روپے

Marfat.com

اکیسویں صدی کے نام

کہ یہ صدی بھی میرے نبی ﷺ کی صدی ہے

Marfat.com

مصائب کو مَیں کب خاطر میں لاتا ہوں مرے آقا ﷺ
تمنائے حضوری میں سرِ مقتل بھی زندہ ہوں

Marfat.com

لمحاتِ حاضری کی تمنا لئے ہوئے

ممدوحِ ربِ ارض و سماوات ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضری کی تڑپ اور حضوری کی متاعِ آرزو غلامانِ رسولِ ہاشمی ﷺ کے دلوں کی ہر دھڑکن کا منتہائے عزیز ہے، گنبدِ خضرا کی ٹھنڈی میٹھی چھاؤں میں جبینِ شوق کے سجدوں کی بیتابی گدازِ جاں کے لمسِ لطیف سے ہمکنار ہو رہی ہے، طائرانِ تخیل کی پرواز کی ابتدا بھی تاجدارِ کائنات ﷺ کی چوکھٹ کی خاکِ انور ہے اور ان کی انتہا بھی غبارِ درِ حضور ﷺ کی تجلیات سے مستنیر ہے، کائناتِ رنگ و بو کے ذرے ذرے میں خالقِ کائنات کے اس شاہکارِ عظیم کی محبت کے چراغ روشن ہیں کہ سرابِ نظر کی ہلکی سی دھند کا پرتو بھی اقلیمِ خیالِ پیغمبرِ آخر ﷺ کی فصیلوں پر نہیں پڑا۔ یہی محبت، عقیدت کے پیرہن میں سجتی ہے تو کارکنانِ قضاو قدر اسے محبوبیت کی خلعتِ فاخرہ سے بھی نوازتے ہیں اور اس کے دامنِ آرزو میں لطف و عطا کی کرنوں کے پھولوں سے سرمدی رتجگوں کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ اسی لئے شمعِ رسالت کے پروانے، شہرِ نبی ﷺ کی گلیوں کے دیوانے درِ اقدس کی حاضری کو اپنی زندگی کے سفر کی معراج سے تعبیر کرتے ہوئے اپنی غلامی کے نیاز مندانہ حوالے کو بجا طور پر اعتبار و اعتماد کی اسنادِ جلیلہ کا سزاوار گردانتے ہیں، روایات میں آتا ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ کے دربارِ پر انوار میں صبح و شام ملائکہ آسمانوں سے اتر کر حاضری کے شرف سے مشرف ہوتے ہیں اور آقا حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں درودوں کے گجرے اور سلاموں کی ڈالیاں پیش کرنے کا اعزازِ لازوال حاصل کرتے ہیں۔ اس اعزازِ لازوال کی آرزو ہم جیسے گنہگار، خطا کار اور سیہ کار امتیوں کے بحرِ تمنا میں امواجِ شوق کا طوفان اٹھاتی رہتی ہے۔ اس لئے کہ سوچوں کا یہی اضطراب اور تمناؤں کی یہی بیتابی زندہ و متحرک جذبوں کی بقا و سلامتی کی ضامن ہے۔

بچپن کے قصرِ دلکشا کے شفاف جھروکوں میں یادوں کے ان گنت فانوس روشن ہوتے ہیں تو جس معصوم خواہش کا چہرہ تصور کے آئینہ خانے میں ہر سمت تشنہ آرزوؤں کی پیاس

Marfat.com

بجھاتا دکھائی دیتا ہے وہ درِ آقا ﷺ پر حاضری کی آرزو کا چہرہ منور ہے کہ ان گنت چہروں کے ہجومِ بے اماں میں اسی چہرے پر صبحِ ازل کا غازہ ہے اور اسی کے سر پر دستارِ فضیلت سجائی گئی ہے اور یہی چہرہ میری ہی نہیں میرے عہد کی پہچان بھی بنا ہے، گردشِ ایام نصف صدی کا فاصلہ طے کر کے بیسویں صدی کی چھٹی دہائی میں داخل ہوتی ہے تو شعور کی آنکھ بہت سے عکس اپنے دامن میں محفوظ کر لیتی ہے، گھر کی فضا اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ذکرِ پاک کے چراغوں سے روشن ہے، در و دیوار بھی آرزوئے حضور ﷺ کے گہرے پانیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، ساعتیں درود پڑھتی ہیں اور پوری کائنات وجد میں آ جاتی ہے، نعتِ حضور ﷺ کے پھولوں کی خوشبو کا آنچل فکر و نظر کے ہر زاویے پر محیط ہو جاتا ہے، چشمِ تصور اکثر حضور رحمتِ عالم ﷺ کی بارگاہ میں لے جاتی ہے، مدینے کے در و دیوار جانے پہچانے سے لگتے ہیں، یوں لگتا ہے جیسے میں ایک بھٹکا ہوا آہو ہوں اور دشتِ طیبہ کی آرزو میں زندگی کی پگڈنڈیوں پر رواں دواں ہوں۔ زندگی کا سفر نشیب و فراز کا سفر ہے۔ دشوار، کٹھن اور مشکل لمحات قدم قدم پر مزاحمت کی دیواریں چنتے ہیں، بچپن سے لے کر آج تک میرا معمول یہ رہا ہے کہ دشوار، کٹھن اور مشکل لمحات میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دستگیری کی التجا کرنے اور مشکل کشائی کی درخواست گزارنے کے بعد آمنہؓ کے لال حضور ختمی مرتبت ﷺ کے درِ عطا پر بھی پلکوں سے دستک دینے کا اعزاز حاصل کرتا ہوں، آنکھیں بند کر کے ہونٹوں پر درودوں کے گلاب سجا لیتا ہوں اور پھر ادب و احترام کی تصویر بن کر درِ اقدس پر باریابی کی التماس گزارتا ہوں، خود کو مواجہہ شریف کی دلکش فضا میں پاتا ہوں اور اپنے تمام مسائل اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ اپنے حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر کے نظرِ کرم کیلئے سر تا پا حرفِ انتظار بن جاتا ہوں ؎

مجھے تو یہ سعادت اپنے بچپن ہی سے حاصل ہے
تصور میں درِ اقدس پہ جا کر چشمِ تر رکھنا

چشمِ تصور نے ہزار بار مدینے کی گلیوں کا طواف کیا ہے، قافلے والوں سے بچھڑ کر اس

Marfat.com

شہرِ خنک کی معطر اور معنبر گلیوں میں قصداً بھٹک جانے کی آرزو دل میں مچلتی رہتی ہے، میں نے ہر شب شہرِ پیغمبر ﷺ کے دریچوں کا چراغ بننے کی تمنا کی ہے، دنیائے تصور میں کئی بار گردِ راہ بن کر زائرانِ کوئے وفا کے قدموں کو بوسہ دیا ہے، مضافاتِ مدینہ میں ہوائے مدینہ سے اکثر ہمکلامی کی سعادت حاصل ہوئی ہے، سگانِ مدینہ کی رضا کی طلب کئی بار تمناؤں کی کیاری میں بادِ بہاری کی طرح محوِ خرام رہی ہے، کئی راتیں شہرِ نبی ﷺ کے در و بام سے لپٹ کر رویا ہوں، تخلیق کی توانائیاں اور خیال کی رعنائیاں، اس خطہء نور کے دائرہ تصرف سے کبھی باہر ہی نہیں آئیں۔ ایک دیوانے نے اس شہرِ دلآویز کے مکینوں خصوصاً مدینے کی گلیوں میں کھیلنے والے بچوں کے قدموں سے اٹھنے والی دھول کو اپنی پیشانی کا جھومر بنایا ہے۔ شہرِ حضور ﷺ کے چرند پرند سے والہانہ محبت کی ہے، اس قریہء بے مثال کے آسمانوں کی بلائیں لی ہیں، اس خطہء دیدہ و دل کی خاکِ مقدس کو آنکھوں نے کئی بار اپنے دامن میں چھپانے کی سعادت حاصل کی ہے، شہرِ رسول ﷺ کے در و دیوار سے ایک عجیب سی شناسائی کیف بن کر لہو کی گردش میں مقیم رہی ہے، ؎

جب میں پہنچوں گا مدینے کے گلی کوچوں میں
ایک عالم مرا پہلے سے شناسا ہوگا

چشمِ تصور میں درِ اقدس کی حاضری کا یہ عمل بھی تمنائے حضوری کو ثمر بار بنانے کی ایک شعوری کوشش ہے، میں اکثر چشمِ تصور میں دیکھتا کہ میں ایک پرندہ ہوں اور ہوائے مخالف کی پروانہ کرتے ہوئے ازل سے مدینے کی جانب اڑ رہا ہوں، طیبہ کے اشجار پر بسیرا کرتا ہوں، گنبدِ خضرا کی تابانیوں سے دامنِ آرزو کو بھرتا ہوں، مدینہ منورہ میں ایک چھوٹے سے گھر کی آرزو غلامانِ پیغمبر ﷺ کے دلوں میں سوز و گداز کی ان گنت شمعیں جلا جاتی ہے، میں نے بھی مدینے کی گلیوں میں ایک چھوٹے سے گھر کی آرزو کر رکھی ہے ؎

بعد مرنے کے چلے جائیں گے سب سے چھپ کر
ایک گھر ہم نے مدینے میں بنا رکھا ہے

Marfat.com

یہ مضمون میری نعت کا بھی موضوع ٹھہرا ہے اور کئی بار شعر کے قالب میں ڈھلتا رہا ہے۔ حیاتِ مقدسہ کا ایک ایک واقعہ تخیل کے نئے نئے گوشوں کے دامانِ طلب کا مقدر بنتا۔ یہی تمنا پیدا ہوتی کہ کاش مجھے بھی حضور ﷺ کا عہدِ مبارک ملا ہوتا اور میں بھی اپنے احساسِ غلامی کو قافلہء شوق کا پرچم بناتا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں کب سے نعت کہہ رہا ہوں، جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اور حافظہ ساتھ دیتا ہے چھٹی یا ساتویں جماعت میں مَیں نے شہرِ سخن کی فصیلوں پر جلتے چراغوں کی روشنی سے اپنے آئینہء دل میں حیرت کی تصویریں بنانا شروع کر دی تھیں، بچپن سے لڑکپن اور لڑکپن سے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو درِ رسول ﷺ سے نسبتِ غلامی کا حوالہ مزید مستحکم ہوتا چلا گیا، ہفت روزہ "قندیل" لاہور میں میری ایک نعت پہلی بار شائع ہوئی۔ اس کا مطلع ہے ؎

خدا کے جلوؤں میں جلوہ فرما تھے آپ ﷺ شمس و قمر سے پہلے
اُنہی ﷺ کا چرچا تھا لامکاں میں ہجومِ شام و سحر سے پہلے

ایک ایک لمحہ حضوری کی آرزو کی تڑپ کی چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ ایل ایل بی اور ایم اے کے امتحانات پاس کرنے کے بعد جب عملی زندگی میں قدم رکھا تو احساسِ غلامی کی تابندگی کو بھی ظہور کے لئے نئے آفاق نصیب ہوئے، یہ ۱۹۶۹ء کا زمانہ تھا۔ میں اکثر سوچتا کہ ہم عید الفطر اور عیدالاضحیٰ کے مواقع پر عزیز و اقارب اور دوست احباب کو عید کارڈ روانہ کرتے ہیں، عید میلادالنبیؐ پر ایسا کیوں نہیں کرتے؟ اپنے چھوٹے بھائی محمد اسد چودھری کے آرٹسٹ دوست ڈاکٹر شاہد رضا کی خدمت میں التماس کی کہ حضور ﷺ کے روضے کا ڈیزائن تیار کریں، انہوں نے بڑی محنت سے میری فرمائش پوری کی، بلاک بنوایا، زمزمہ پرنٹنگ پریس سے پہلی بار میلاد کارڈ چھپوائے اور تعارفی خط کے ساتھ تمام بڑے بڑے اشاعتی اداروں، اخبارات اور تمام اسلامی ممالک کے سفراء کو میلاد کارڈ روانہ کئے جس کا انتہائی خوشگوار ردِ عمل ہوا "نوائے وقت" میں میلاد کارڈ کے اجرا کی خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی، دوسرے سال بعض اشاعتی اداروں کی طرف سے جواباً نو بہ نو میلاد کارڈ موصول ہوئے تو

Marfat.com

میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، اس روایت کو زبردست پذیرائی ملی ہے کہ ربیع الاول کے ماہِ مقدس میں میری پلکوں پر تشکر کے آنسوؤں کی کناری سی لگ جاتی ہے، میلاد کارڈ کے اس اشاعتی سلسلے کا اجراء بھی تمنائے حضوری کو عملی صورت میں دیکھنے کی ایک سعی تھی جو اللہ کے بے پایاں فضل و کرم سے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوئی، میلاد کارڈ کی پشت پر چند کلمات بھی درج ہوتے مثلاً سقوط مشرقی پاکستان کے بعد جو میلاد کارڈ شائع ہوا اس پر یہ عبارت درج تھی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت کی بیٹیوں کی عصمت کلکتے کی منڈیوں میں نیلام ہو رہی ہے۔ "خونِ رگِ جاں" کا اعزازی نسخہ اور میلاد کارڈ روزنامہ "جنگ" کے قطعہ نگار اور ممتاز شاعر رئیس امروہوی کی خدمت میں بھی ارسال کیا جواباً انہوں نے مجھے سقوطِ مشرقی پاکستان کے موضوع پر نظم لکھنے کی ترغیب دی چنانچہ میں نے "عظیم المیہ" کے نام سے ایک طویل نظم لکھی اس نظم میں بھی حضوری کی تمناؤں میں ڈوبے ہوئے شعری پیکر میں تجسیم ہوئی۔ ۱۹۷۰ء میں سقوطِ ڈھاکہ سے قبل میرا پہلا مجموعہ کلام "خونِ رگِ جاں" کے نام سے شائع ہوا اگرچہ اس میں ملی نظمیں شامل تھیں، اور سقوطِ ڈھاکہ کے آثار لا شعوری طور پر شعر کے قالب میں ڈھل گئے تھے تاہم تمنائے حضوری کی چمک "خونِ رگِ جاں" کی منظومات میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

اور پھر شہرِ اقبال کی ثقافتی اور مجلسی زندگی میں اظہارِ عقیدت کے نئے نئے دروازے وا ہوئے۔ تمنائے حضوری کو ایک نیا آہنگ ملا، ہر سال شبِ میلاد نعتیہ محفلِ مشاعرہ کے انعقاد کا آغاز ہوا، ان محافل میں عبدالعزیز خالد، حفیظ تائب، حافظ لودھیانوی، آسی ضیائی، حافظ محمد افضل فقیر، خالد بزمی، ہلال جعفری، راز کاشمیری، عباس اثر، اصغر سودائی، تاب اسلم، راجا رشید محمود، منیر قصوری، عابد نظامی، حسرت حسین حسرت، پروفیسر محمد اکرم رضا، جان کاشمیری، آفتاب احمد نقوی، انور جمال، خلیق ممتاز، کلیم سیالکوٹی، قمر یزدانی، قمر تابش، سید گلزار بخاری، اسلم ملک، ساغر جعفری، ابرار حسین ابرار، اعزاز احمد آذر، رشید آفریں، رفیق ارشد، ازہر منیر، شفیق مشفق، آثم میرزا، اطہر سلیمی، یونس رضوی، وارث رضا، میر عزیز،

Marfat.com

طارق اسماعیل، شفیع ضامن، محبوب شفیع، منظور کاسف، محمد یونس حسرت، حکیم افتخار فخر، اکرام سانبوی، جمیل نظامی، سردار شاہ جہان پوری، مرتضٰی جعفری خار، آثم فردوسی، حکیم نیاز اور ارشد طہرانی جیسے ممتاز شعرا شریک ہوتے، نعتیہ کتب کی تقریبات رونمائی کا اہتمام بھی کیا جاتا، ازاں بعد مہمانانِ گرامی اور عمائدینِ شہر میلاد ڈنر میں شرکت کرتے، کشور دیدہ و دل میں حضوری کے چراغوں کا اجالا ہوتا کہ کاش ہمیں بھی حضور ﷺ کا مقدس زمانہ ملا ہوتا، طارق اسمعیل کا یہ شعر،

عالمِ وجد میں رقصاں مرا پر پر ہوتا
کاش میں گنبدِ خضرا کا کبوتر ہوتا

روح کی پہنائیوں میں رچ بس سا گیا، یہ شعر آج بھی قلب و نظر میں محبتِ رسول ﷺ کی کہکشاں بکھیر رہا ہے، شعراء کے اکثر اشعار میں حاضری اور حضوری کی تمنا مچلتی دکھائی دیتی، شہرِ حضور ﷺ میں پہنچنے کی آرزو پر پھیلاتی تو کیف و سرور کے ان گنت دروازے خود بخود کھل جاتے، خوشبوئے اسمِ محمد ﷺ پر فشاں ہوتی تو ہر طرف اجالے بکھر جاتے، گدازِ عشقِ رسول ﷺ کی مشعل شبِ تنہائی میں تنہائی کا احساس نہ ہونے دیتی۔ غائبانہ طور پر پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے نام اور کام سے متعارف ہو چکا تھا۔ ٹی وی پر فہم القرآن میں انہیں دیکھا اور سنا تو یوں لگا جیسے چشمِ شوق اسی عاشقِ رسول کی منتظر تھی۔ ۱۳ جنوری ۱۹۸۵ء کو لاہور میں خلیل الرحمٰن بھٹی جو بعد میں تحریکِ منہاج القرآن کے ناظم اعلیٰ بھی بنے کے توسط سے پروفیسر صاحب سے ملاقات ہوئی، ڈاکٹر محمد عتیق افضل، عارف امین چوہدری، چودھری محمد نعیم اور راقم ملاقات کرنے والوں میں شامل تھے، پروفیسر صاحب سے ملاقات کے بعد مسجد رحمانیہ میں مفتی محمد خان قادری جو اس وقت پروفیسر صاحب کے دستِ راست تھے سے ملاقات ہوئی، ڈاکٹر صاحب اور عارف صاحب نے ان کے پاس دس دس ہزار روپیہ جمع کروائے، استفسار پر انہوں نے بتایا کہ ہم پروفیسر صاحب کے ساتھ عمرے پر جا رہے ہیں، چشمِ تصور نے گنبدِ خضرا کے جلووں کو بوسہ دیا، عرض کی

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ نگاہِ کرم کا منتظر تو میں بھی ہوں۔ حضور ﷺ صاکب حاضری کا پروانہ لے کر آئے گی۔ بہر حال اسی شام ہم واپس سیالکوٹ آگئے، دوسرے روز والدِ مکرم الحاج چودھری عبدالحمید نے پروفیسر صاحب سے ملاقات کے بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں بتایا کہ ڈاکٹر صاحب اور عارف صاحب نے عمرے کی ادائیگی کے لئے رقم جمع کرائی ہے انہوں نے ایک لحہ میرے چہرے کو پڑھا۔ فرمانے لگے تو تم بھی تیاری کرو۔ بس پھر کیا تھا مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ساری دنیا کی دولت میرے دامن میں ڈال دی گئی ہے۔ خوشی سے ساری رات سو نہ سکا۔ مفتی صاحب کے پاس مَیں نے بھی مطلوبہ رقم جمع کروادی لیکن بدقسمتی سے پروفیسر صاحب کے ساتھ میرا ویزہ نہ لگ سکا۔ یہ روداد مَیں اپنے سفر نامہ حجاز ''لبیک یارسول اللہ لبیک' میں درج کر رہا ہوں، یہاں تفصیل کی گنجائش بھی نہیں، بہر حال رمضان المبارک کے آخری عشرے میں حضور ﷺ کے قدموں میں کھڑا تھا اور حاضری کے اعزاز سے سرفراز ہو رہا تھا۔

میرا اولین نعتیہ مجموعہ ''زرِ معتبر'' جس میں درِ اقدس کی حاضری تک کا نعتیہ کلام شامل ہے۔ ۱۹۹۵ء میں اور دوسرا نعتیہ مجموعہ ''رزق ثنا'' ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا۔ ان مجموعوں کی نعتوں میں حاضری اور حضوری کی یہ تڑپ نمایاں ہے۔ ایک نعتیہ نظم ''سوال جس کا جواب تو ہے'' میں بھی براہِ راست اس آرزو کا اظہار ہوا ہے کہ یارسول اللہ! جب طائف کے بازاروں میں اوباش لڑکوں نے شقاوتِ قلبی کا مظاہرہ کیا تھا تو کاش میں بھی پتھروں کی بارش میں آپ ﷺ کے نقوشِ کفِ پا کو چوم رہا ہوتا، تمام پتھر اپنے سینے پر روک لیتا اور آپ ﷺ کے قدموں پر گر کر جان دے دیتا۔

کرۂ ارضی پر بسنے والی اولادِ آدم اکیسویں صدی کی دہلیز پر کھڑی تھی۔ بیسویں صدی دھیرے دھیرے اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہی تھی، میری خواہش تھی کہ ۲۰۰۰ء میں اردو ادب کو تین نعتیہ مجموعے دوں اس لئے کہ سلام شاد دو مجموعوں کی خطاطی کا کام تق[illegible] مکمل کر چکے تھے، رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ کا آغاز ہو چکا تھا یہ جنوری ۱۹۹۹ء کی ۱۵ تاریخ

Marfat.com

تھی، جمعۃ الوداع اور ۲۶ رمضان المبارک، اس شب لیلۃ القدر تھی۔ ایک روحانی رتجگا دل و جاں پر محیط تھا۔ میں اپنی رہائش گاہ (ٹاؤن شپ لاہور) سے بذریعہ ویگن ماڈل ٹاؤن میں واقع تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ کی طرف آرہا تھا۔ سفر کے دوران ایک قطعہ ہوا دفتر تک پہنچتے پہنچتے کئی مصرعے قرطاسِ ذہن پر نقش ہو چکے تھے یہ چھٹی کا دن تھا۔ ڈاکٹر فرید الدین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بند تھا میں نے اندر سے چٹخنی چڑھالی اور اپنے کیبن میں آگیا، قریہ ء شعور میں احساسات کے قافلے اتر رہے تھے۔

دستِ بوسی سے کبھی مجھ کو نہ فرصت ملتی
شہرِ سرکار ﷺ کے بچوں کا کھلونا ہوتا

ان دو مصرعوں نے مجھے اندر سے ریزہ ریزہ کر دیا، میں دیر تک دھاڑیں مار مار کر روتا رہا۔ یہاں خدا کے سوا مجھے دیکھنے والا کوئی نہ تھا۔ حضور ﷺ کے عہدِ مبارک میں ہونے کی آرزو لفظوں کے پیرہن میں ڈھل گئی۔ حضوری کی مختلف کیفیات ذہن میں مرتب ہونے لگیں، الفاظ باوضو ہو کر دست بستہ سوچ کی راہداریوں میں کھڑے تھے اور پھر چند روز میں ۵۰ قطعات پر مشتمل طویل نظم "تمنائے حضوری" حیطہ ء ادراک سے حیطہ ء شعور میں آ چکی تھی۔ سکون اور اطمینان کا دریا میرے چاروں طرف موجزن تھا، عشقِ مصطفےٰ ﷺ کے پانیوں میں تر اپنے ہونٹوں کو چوم رہا تھا وہ ہونٹ جنہوں نے مجھے فکر و نظر کے شاداب موسموں اور مخمور ساعتوں کے گدازِ جاں سے ہمکنار کیا ہے، میں نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ اپنے قلم کو بھی بوسہ دیا اور اسے اپنے سینے سے لگالیا۔

حضوری کی یہ کیفیات مختلف اوقات میں مختلف انداز میں دیدہ و دل کو منور کرتی رہی ہیں یہی کیفیات سرمایہ ء حیات اور زادِ سفر ہیں کہ ان کیفیات کا ایک ایک لمحہ ذکرِ رسول ﷺ کی سرشاریوں کا آئینہ دار رہا ہے۔

۱۹۹۹ء کا نومبر تقریباً خاموشی سے گزر رہا تھا، ۸ نومبر میرا یوم پیدائش بھی ہے، مَیں عمرِ عزیز کے ۵۹ ویں سال میں داخل ہو چکا تھا۔ تحریکِ منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ

Marfat.com

میں واقع رازی ہال کے کمرہ نمبر ۱۲ میں مقیم تھا۔ ان دنوں میں پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی شہر آفاق تالیف "سیرت الرسول" کی جلد نہم (معجزات رسول) کی ترتیب و تدوین کا کام کر رہا تھا۔ نجانے کیوں مَیں ایک عجیب سی الجھن میں گرفتار ہو گیا۔ موت کا خوف مہیب بادلوں کی طرح میرے ذہن پر چھایا ہوا تھا۔ مجھے ہر طرف موت رقص کرتی ہوئی نظر آتی، میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ایسا کیوں ہے؟ نہ میں جسمانی طور پر کسی عارضے میں مبتلا تھا اور نہ کوئی پریشانی دامن گیر تھی، میری چھٹی حس بتا رہی تھی کہ کچھ ہونے والا ہے اشعار میں اس انجانے خوف کا اظہار بھی ہو رہا تھا۔

اُن ﷺ کی ثنا کے واسطے مانگی تھی زندگی
لیکن اسے بھی ملکِ عدم کی تلاش ہے

۱۲ نومبر کو اسلام آباد میں بم کے دھماکے ہوئے تو تشویش لاحق ہوئی کہ خدا خیر کرے میرا بیٹا محمد حسنین مدثر اسلام آباد کے ایک تعلیمی ادارے میں ایم بی اے کی تیاری کر رہا تھا، اسلام آباد میں میری ہمشیرہ آپا عزیز، ان کے بیٹے میاں محمد عالمگیر اور ان کے بیوی بچے مقیم ہیں، راولپنڈی میں آپا حمیدہ کا گھرانہ آباد ہے۔ عارف شفیع، عظمیٰ اور ان کے بچے ہیں۔ مَیں نے طارق ریسٹورنٹ میں ۹ بجے کا خبرنامہ دیکھا تو اطمینان ہوا کہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ خبریں سن کر مَیں اپنے دفتر میں آیا، رات گیارہ بجے تک کام کرنا میرا معمول ہے۔ ابھی میں اپنے دفتر میں پہنچا ہی تھا کہ ایک عجیب سی کیفیت میں خود کو پایا۔ یوں لگا جیسے میں بے ہوش ہو رہا ہوں۔ یہ کیفیت تین چار سیکنڈ رہی، پھر سنبھل گیا۔ میں گھبرا کر اپنے دفتر سے باہر آ گیا۔ عزیز دوست محمد یونس مل گئے انہیں صورتحال سے آگاہ کیا۔ انہوں نے فوراً ڈاکٹر کو فون کیا۔ ڈسپنسر نے آ کر بلڈ پریشر چیک کیا اور بتایا کہ تشویش کی کوئی بات نہیں بلڈ پریشر تھوڑا سا زیادہ ہے۔ اپنے کمرے میں جائیں میں ایک گھنٹے کے بعد دوبارہ آپ کو چیک کروں گا۔ میں یونس صاحب کو ساتھ لے کر کمرے میں آ گیا۔ رفتہ رفتہ میری طبیعت سنبھل رہی تھی۔ یونس صاحب نے میری استدعا پر اپنا بستر میرے کمرے ہی میں بچھا لیا۔ ڈسپنسر دوبارہ آیا، میرا

Marfat.com

بلڈ پریشر ۱۴۰ تک آچکا تھا اس لئے وہ مطمئن ہو کر چلا گیا۔ میں نے اپنے ذہن کو ذکرِ حضور کی سدا بہار وادیوں میں گم کر دیا۔ یونس صاحب کو بیسیوں نعتیہ قطعات اور اشعار سنا ڈالے، میرے نبی ﷺ کا ذکرِ جمیل سوچ کے زخموں پر مرہم بن گیا۔ مجھے بے پناہ ذہنی سکون نصیب ہوا۔ البتہ نیند غائب ہو گئی ایک انجانا سا خوف میرے دل و جاں پر محیط تھا۔ نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد دفتر جانے کی تیاری کرنے لگا اور ناشتے کے بعد اپنی ڈیوٹی پر پہنچ گیا۔ اپنے ذہنی کرب کا ذکر کئی احباب سے کیا۔ اپنی چھٹی حس کے نامعلوم خدشات سے اپنے تحریکی ساتھیوں علامہ مسکین فیض الرحمٰن، حاجی غلام مصطفےٰ ملک، شوکت علی قادری، طاہر حمید تنولی، محمد علی قادری، محمد افضل قادری، عبدالجبار قمر، عبدالستار، علی اکبر الازہری، محمد فاروق اور سرفراز خاں کو آگاہ کیا۔ میجر ریٹائرڈ انوار الحسین علوی سے فون پر رابطے کی کوشش کی لیکن ملاقات نہ ہو سکی۔ ناصر اقبال نے مشورہ دیا کہ چند روز کے لئے سیالکوٹ چلا جاؤں۔ دوپہر کو کھانے پر طبیعت پھر خراب ہو گئی۔ سائرہ میموریل ہسپتال جا کر اپنی شوگر چیک کروائی تو وہ مطلوبہ لیول سے خطرناک حد تک کم تھی، رات ڈاکٹر اخلاق احمد بھٹہ صاحب کے ہاں گزاری، ہمشیرہ نسیم نے بھی یہی مشورہ دیا کہ چند روز کے لئے گھر چلا جاؤں۔ چنانچہ میں اسی روز گھر کے لئے روانہ ہو گیا۔ ''سیرت الرسول'' کا مسودہ میرے پاس تھا کہ ہفتے عشرے میں اسے مکمل کر لونگا۔ سیالکوٹ میں ڈاکٹر محمد عتیق افضل، ڈاکٹر اعجاز رسول اور اپنے چھوٹے بھائی ڈاکٹر جنید حمید کے زیر علاج رہا۔ بلڈ پریشر تو ٹھیک ہو گیا۔ لیکن موت کے خوف سے نجات نہ مل سکی۔ لاہور جانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ چھٹی حس عجیب و غریب منظر دکھا رہی تھی بہر حال میں نے فیصلہ کر لیا کہ ۲۲ نومبر کو لاہور جا کر اپنی معمول کی زندگی شروع کر دونگا۔ کرب کے ان لمحات کو میں لمحاتِ حضوری میں تبدیل کر دینے کا آرزومند تھا۔ بار بار سینکڑوں نعتیہ اشعار پڑھتا رہا، میں نے ان لمحاتِ کرب میں اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی کہ مولا تو قادرِ مطلق ہے اگر میرا آخری وقت آگیا ہے تو میں تیری رضا کے آگے سر جھکاتا ہوں تو میری خطاؤں سے درگزر کر، میرے مالک ان دنوں میں 'سیرت الرسول'' پر کام کر رہا ہوں اس کی تین

Marfat.com

جلدیں شائع ہونا باقی ہیں، مولا! مجھے یہ کام مکمل کرنے کی مہلت دے دے، یا باری تعالیٰ! ساری عمر تیرے نبی ﷺ کی ثنا میں گزری ہے۔ تین چار نعتیہ مجموعے زیرِ ترتیب ہیں، لبیک یارسول اللہ لبیک" کے نام سے سفرنامہ حجاز مکمل کرنا چاہتا ہوں، مولا! مجھے ان کتابوں کی اشاعت کے لئے وقت دے دے، ۲۲ نومبر ۱۹۹۹ء (سوموار) کی صبح اپنی اہلیہ ساجدہ بیگم سے کہا کہ لاہور جانے کو میرا جی نہیں چاہتا۔ ایک انجانا سا خوف میرے ہمرکاب تھا۔ بہر حال اہلیہ کو خدا حافظ کہا، بچے اس وقت سو رہے تھے اور لاری اڈے پر پہنچ گیا۔ فلائنگ کوچ تیار کھڑی تھی۔ فرنٹ سیٹ خالی تھی سو میں اس پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے اپنی پچھلی نشست پر بیٹھی خواتین سے کہا کہ آپ فرنٹ پر آجائیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ گاڑی لاہور کے لئے روانہ ہوئی، شہر سے نکلتے ہی حسب معمول مجھے اونگھ آگئی اور پھر ہماری فلائنگ کوچ ایک خوفناک حادثے کا شکار ہو گئی۔ آنکھ کھلی تو ڈسکہ ہسپتال میں تھا۔ مجھے اپنے برادران محمد ارشد چوہدری، محمد امجد چودھری، اطہر حمید، اکمل حمید اور ڈاکٹر جنید حمید کے چہرے نظر آئے، اپنے بھانجے خالد شفیع اور شاہد شفیع کو بھی میں نے پہچان لیا۔ نیم غنودگی کے عالم میں اپنے داماد مختار احمد اور ان کے بڑے بھائی منظور احمد مغل بھی دکھائی دیئے۔ محمد اسلم چوہدری اور محمد اجمل چودھری بھی موجود تھے۔ امی جاں، میری اہلیہ، ہمشیرہ تسنیم کوثر، تنویر کوثر اور میری بھانجیاں صبیحہ اور ادیبہ بھی نظر آئیں تو احساس ہوا کہ میں زندہ ہوں۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ میں پچھلے دنوں موت کے تصور سے کیوں کانپ اٹھتا تھا۔ میری چھٹی حس بار بار مجھے متوجہ کرتی کہ کچھ ہونے والا ہے۔ شدید چوٹیں آئی تھیں، ہنسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی، حادثے کے فوراً بعد نیند کے عالم میں مَیں بے ہوش ہو چکا تھا لیکن بے ہوشی کے عالم میں بھی "سیرت الرسول" کا مسودہ میرے سینے سے جدا نہیں ہوا۔ یہ بھی حضوری کی ایک کیفیت تھی اگر مجھے "سیرت الرسول" کی اقلیمِ اشاعت میں باریابی کی سعادت نصیب نہ ہوئی ہوتی تو ممکن ہے نعتیہ نظم "تمنائے حضوری" بھی لاشعور سے شعور تک کا سفر طے نہ کر پاتی۔ دوسرے دن ذرا سنبھلا تو میں نے پوچھا کہ میرے پاس تو سیرت الرسول کا مسودہ بھی تھا وہ کہاں ہے؟ چنانچہ

Marfat.com

برادرانِ عزیز اطہر حمید اور اکمل حمید پہلے جائے حادثہ پر پہنچے اور پھر ڈسکے کے ہسپتال میں متعلقہ ڈاکٹر سے مسودے کے بارے میں پوچھا تو ڈاکٹر صاحب نے اپنی میز کی دراز میں سے مسودہ نکال کر ان کے سپرد کیا اور ۲۴ نومبر کو ہی میں نے یہ مسودہ اپنے ایک تحریکی ساتھی کے ہاتھ لاہور بھجوا دیا۔ برادر عزیز محمد اظہر چوہدری بتاتے ہیں کہ میں تیمارداری کرنے والوں کو نیم بے ہوشی کے عالم میں بھی اپنے نعتیہ اشعار ہی سناتا اور ''تمنائے حضوری'' سے اقتباسات پیش کرتا رہا۔ اللہ رب العزت کے بے پایاں فضل و کرم کا کن الفاظ میں شکر ادا کروں کہ کرب کے ان لمحات میں بھی میرے لبوں پر اس کے محبوب ﷺ کی ثنا کے پھول کھلتے رہے ہیں، تمنائے حضوری کا یہی دلکش اسلوب میرا توشہ ءِ آخرت بھی ہے۔

لمحات حاضری کی تمنا لئے ہوئے
ایک ایک لمحہ عمر رواں کا بسر ہوا

لاہور ۲۸ مئی ۲۰۰۰ء

ریاض حسین چودھری

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
حکمت و دانش و برہان کا مکتب ہوتا
مجھ کو بھی صبحِ ازل تیرے خزانے سے عطا
حرفِ دانائی کی تفہیم کا منصب ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
پرچمِ حمد مرے عجز کی چھایا ہوتا
میری ہر سانس ترے نام کی مالا جپتی
ذکر تیرا ہی فضاؤں میں خدایا ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
تیرے بے انت کرم کا میں ذخیرہ ہوتا
یا پسِ کرب مَیں آسودہ سی ہوتا ساعت
یا شبِ غم کے سمندر میں جزیرہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
تقوٰی و علم و عمل میرا خزینہ ہوتا
میں ترے بندوں میں تقسیم شعاعیں کرتا
رزق اور عدل کی مالا کا نگینہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
تیرے تذکارِ جلیلہ کی مَیں ابجد ہوتا
سجدہ ریزی مرے ماتھے پہ بناتی سورج
نقشِ دیوارِ غلامانِ محمد ﷺ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
تیری خوشنودی شب و روز کا زیور ہوتا
میرے ہر فعل کا عنوان رضا ہوتی تری
سجدۂ شکر مری ذات کے اندر ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
سیدہ آمنہؓ کی باندی کی باندی ہوتا
احتراماً میں نگاہیں نہ اٹھاتا اپنی
اُن کے پاپوش سے لپٹی ہوئی مٹی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اُن ﷺ کی آمد کی خبر کا میں تراشہ ہوتا
اک یہودی کی گواہی کی مَیں ہوتا سطریں
صبح میلاد مَیں مکے میں بھی گونجا ہوتا

84081

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
آمدِ صبحِ بہاراں کا مَیں منظر ہوتا
دھوم مچتی کہ یتیموں کے وہ آئے والی
میرے اندر کا بھی ہر گوشہ منور ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
جشنِ میلادِ پیمبر ﷺ کا مہینہ ہوتا
یا مدینے میں شجر کاری کا ہوتا موسم
یا مدینے میں زرِ خاکِ مدینہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
بو لہب کی میں وہ اک لونڈی ثویبہ ہوتا
جشنِ میلاد کے صدقے میں رہائی ملتی
جشنِ میلاد کی تاریخ کا حصہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
میں حلیمہ کے مقدر کا ستارا ہوتا
اپنی آغوش میں جس وقت وہ اُن ﷺ کو لیتی
میں نے اس لمحے کو آنکھوں میں اتارا ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
وادیٔ سعد کا خوش بخت قبیلہ ہوتا
موسمِ لالہ و گل مجھ میں پڑاؤ کرتے
سب وسیلوں سے بڑا میرا وسیلہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
مَیں حلیمہ کی وہ تاریک سی کٹیا ہوتا
جس میں سرکار ﷺ کو اکثر وہ لٹایا کرتی
جس میں سرکار ﷺ کے آنے سے اجالا ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اُن ﷺ کے بچپن کا کوئی ایک حوالہ ہوتا
یا حلیمہ کی سواری کا میں ہوتا چارا
یا حلیمہ کے مَیں ریوڑ کا گوالا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
چاند بن کر سرِ افلاک مَیں روشن ہوتا
رقص کرتا میں اشاروں پہ بلائیں لے کر
پیشِ منظر مرے آقا ﷺ کا لڑکپن ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
خوشبوئے خلد تمنا کی مَیں بانہیں ہوتا
ننھے آقا ﷺ کے مَیں تلووں سے مسلتا ان کو
شہرِ مکہ کے دریچوں کی مَیں آنکھیں ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اُن ﷺ کے بچپن میں قدموسی کا حیلہ ہوتا
پاؤں رکھ رکھ کے گھروندے وہ بنایا کرتے
میں خنک ریت کا بے نام سا ٹیلہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
پرِ افشاں سعد کی وادی میں مَیں ہر سو ہوتا
مسکرا کر جسے مٹھی میں چھپا لیتے حضور ﷺ
جھاڑیوں میں وہ چمکتا ہوا جگنو ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
میں ہواؤں کی گزرگاہوں کا نقشہ ہوتا
جو سفر میں سرِ سرکار ﷺ پہ کرتا سایہ
یا خدا! میں کبھی بادل کا وہ ٹکڑا ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
کشتِ اظہار کا سر سبز میں پودا ہوتا
حرفِ نوفل کی صداقت کا میں ہوتا شاہد
اور خیالات و مناجاتِ حِرا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
کوہِ فاران کی چوٹی کا نظارہ ہوتا
اور خورشیدِ رسالت کو سلامی دیتا
میں کہ اکناف میں اک نور کا دھارا ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
نطق کی عجز بیانی کا میں مظہر ہوتا
کلمہ پڑھ کر جو صداقت کی گواہی دیتے
دستِ اقدس کے وہ خوش بخت میں پتھر ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
سنگِ اسود کی میں تنصیب کا شاہد ہوتا
اُن ﷺ کے انصاف و مساوات کی دھو میں مچتیں
اور میں معبدِ توحید کا زاہد ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
میرا اسلوبِ وفا یوں نہ فسانہ ہوتا
اپنے لمحاتِ منور کو لٹاتا ان ﷺ پر
مطلب اور ابو طالب کا زمانہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
راز ہوتا لبِ اصحاب میں مضمر ہوتا
میں حدیثِ دلِ مضطر کی بھی کرتا شرحیں
عشق کا پہلا سبق مجھ کو بھی ازبر ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
صرف سرکار ﷺ کا اک نام ہی کافی ہوتا
آل و اصحاب پہ ہر روز میں لکھتا کالم
نبوی عہد کا خوش بخت صحافی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
سربکف جیشِ وفا کیش میں شامل ہوتا
میرے ہاتھوں میں بھی زنجیرِ غلامی ہوتی
عشق زنجیر کے ہر حلقے میں داخل ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
حجلہء جسم میں ایماں کی حرارت ہوتا
خوشدلی سے مَیں اٹھا لیتا مصائب کے پہاڑ
حَبَشہ میں مَیں پیمبر ﷺ کی سفارت ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
شہرِ طائف میں روئی بن کے مَیں برسا ہوتا
سنگ جو آتے مرے سینے پہ آ کر لگتے
ڈھال بن کر سرِ بازار میں نکلا ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
ارضِ طائف کے چمن زار کا مالی ہوتا
خدمتِ سیدِ عالم ﷺ میں مَیں حاضر ہو کر
عفو و رحمت کے تسلسل کا سوالی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
جس پہ سوئے تھے علیؓ مَیں وہی بستر ہوتا
چشمِ اعدا میں اتر جاتا سیاہی بن کر
دستِ اقدس کے وہ خوش بخت مَیں کنکر ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
جس سے وہ ﷺ ٹیک لگاتے تھے وہ لکڑی ہوتا
بُن کے جالا میں چھپا لیتا نگاہوں سے انہیں
ثور کے غارِ مقدس کی میں مکڑی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
میں شبِ ہجرتِ سرکار ﷺ کی لاٹھی ہوتا
سانپ ڈس لیتا جسے غار کی تاریکی میں
میں وہ صدیقِ وفادار کی ایڑی ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
وقتِ ہجرت مَیں کسی پیڑ کا سایہ ہوتا
اُن ﷺ کے قدموں میں لٹادیتامَیں ساری ٹھنڈک
امِ معبد کے پڑاؤ پہ بھی چھایا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
دشتِ پر ہول کا مَیں خاص وہ حصہ ہوتا
جو جکڑ لیتا سراقہ کی سواری کے قدم
تپتے صحراؤں میں مخمل کا مَیں رستہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
بعد پابوسی کے مصروفِ زیارت ہوتا
ہر قدم پر مَیں بچھا دیتا نگاہیں اپنی
مَیں کہ یثرب سے قبا تک کی مسافت ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
مَیں ابوبکرؓ کے سائے کا بھی سایہ ہوتا
ایک اک لمحہ رفاقت میں گزرتا میرا
کیف و مستی کی مَیں مضراب کا نغمہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
ہر قدم کوثر و تسنیم کا چشمہ ہوتا
اُن ﷺ کے قدموں سے لپٹ جاتا بوقتِ ہجرت
ریگِ صحرا کا چمکتا ہوا ذرہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
آمدِ سرورِ عالم ﷺ کا پیامی ہوتا
اپنی ہمجولیوں کے ساتھ مَیں گاتا نغمے
بنو نجار کی خوش بخت میں بچی ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
حرفِ توقیر کا انمول خزانہ ہوتا
بعدِ ہجرت مجھے صدیوں کی امامت ملتی
عظمت و شوکت و رفعت کا زمانہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
مَیں پیمبر ﷺ کے عساکر کا سپاہی ہوتا
نقدِ جاں آپ ﷺ کے قدموں پہ نچھاور کرتا
اس طرح اُن ﷺ کی صداقت کی گواہی ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
معبدِ عشق میں انوار کا حامل ہوتا
گردِ پا ہونے کا اعزاز مجھے بھی ملتا
لشکرِ سرورِ کونین ﷺ میں شامل ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اک نیا بابِ وفا خون سے لکھا ہوتا
حکمِ سرکار ﷺ بجا لاتا بصد عجز و نیاز
جیشِ پیغمبرِ آخر ﷺ کا مَیں دستہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
حضرتِ حمزہؓ کے جذبات کی گرمی ہوتا
مَشعلِ خونِ شہیداں مرا پرچم ہوتی
عشق والوں کی مَیں گفتار کی نرمی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
مَیں کہ عثمانؓ کی دولت کا وہ سکہ ہوتا
خلعتِ عشقِ نبی ﷺ جس سے خریدی جاتی
جاں نثاری کے نئے باب کا صفحہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
آمدِ مکّہ کے ہر لمحے کو چوما ہوتا
بت گرے ٹوٹ کے قدمینِ نبی ﷺ پر جس وقت
مَیں نے اُس منظرِ دلکش کو بھی دیکھا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
گھاس پر پھیلا ہوا تختۂ شبنم ہوتا
آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب جہاں بھی جاتے
مَیں اسی راہ گزر میں بچھا ریشم ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
فتحِ مکہ کی گواہی کا وثیقہ ہوتا
خوں کے پیاسوں میں وہ تقسیم قبائیں کرتے
اسی تاریخ کے ادوار کا لمحہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
ہاتھ میں سوت کی انٹی کا خزانہ ہوتا
جس کو آقا ﷺ کی قدمبوسی کی عزت ملتی
مَیں ابوبکرؓ کے گھر کا وہ اثاثہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
مَیں ابوذرؓ کے تفکر کا سویرا ہوتا
رہنما ہوتی مری رسمِ اویسِ قرنیؓ
یا مَیں پھر عشقِ بلالیؓ کا پھریرا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
چومتا اُن ﷺ کے قدم، مَیں درِ ارقم ہوتا
نسبتِ ذاتِ پیمبر ﷺ کی سعادت ملتی
کاسۂ عشقِ نبی ﷺ کا زرِ محکم ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اپنے آقا ﷺ کے غلاموں کا میں چاکر ہوتا
ذاتِ سرکار ﷺ ہی بنیادِ مراسم ہوتی
اُن ﷺ کے اعدا کے لئے برق کا پیکر ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
عشقِ فاروقِ معظمؓ کا میں چہرہ ہوتا
غیرتِ دینی کو پہچان بناتا اپنی
مشرکوں کے لئے اک تیغِ برہنہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
شہرِ بطحا کے مَیں دامن کی ہوائیں ہوتا
بجلیاں کوندتی رہتیں مرے اندر اکثر
میں وہ اصحابِ محمد ﷺ کی دعائیں ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
عجز و ایثار کے احساس کا پیکر ہوتا
جسمِ اطہر کے پسینے کو سلامی دیتا
دوشِ پیغمبرِ آخر ﷺ کی مَیں چادر ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
عہدِ سرکارِ دو عالم ﷺ کا مَیں سکّہ ہوتا
یا مَیں طیبہ کے گلی کوچوں کی ہوتا رونق
یا مَیں طیبہ کے حسیں بچوں کا لہجہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اُن ﷺ کے نعلینِ مبارک سے مصوّر ہوتا
میر و سلطاں مرے کشکول کا صدقہ لیتے
مَیں اگر شہرِ پیمبر ﷺ کا گداگر ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
ساعتِ اذنِ حضوری کا میں دامن ہوتا
تشنگی اگتی مرے ہونٹوں کے صحراؤں میں
مَیں کہ حسنینؓ کے قدمین کا دھوون ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
شہرِ سرکار ﷺ کا مَیں ایک بھکاری ہوتا
یا مدینے کے در و بام کا ہوتا پتھر
یا مدینے کے مکینوں کی سواری ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
شہرِ طیبہ کے مسافر کا مَیں مسکن ہوتا
میرے ہاتھوں میں بھی سورج سے چمکتے رہتے
اُن ﷺ کے مہمانوں کے پیروں کی میں اترن ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
مَیں مدینے کے گلی کوچوں کا منگتا ہوتا
یا مَیں شبنم کا سلگتا ہوا ہوتا قطرہ
یا مَیں خوشبو کا لپکتا ہوا جھونکا ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اُن ﷺ کی چوکھٹ پہ بچھا ایک بچھونا ہوتا
دست بوسی سے کبھی مجھ کو نہ فرصت ملتی
شہرِ سرکار ﷺ کے بچوں کا کھلونا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
مکتبِ بطحا کے بچوں کا مَیں ساتھی ہوتا
جس کے پَر اپنی کتابوں میں سجائے پھرتے
خلدِ طیبہ کی وہ رنگین سی تتلی ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
میں کھجوروں کے درختوں کا ذخیرہ ہوتا
میری ہر شاخ درودوں کی اٹھاتی چھاگل
مسجدِ نبوی ﷺ کی دہلیز سے لپٹا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
جاں نثارانِ محمد ﷺ کا مَیں پرچم ہوتا
اُن ﷺ کے اوصافِ حمیدہ سے جلاتا مَیں چراغ
اُن ﷺ کے افکارِ جدیدہ کا مَیں کالم ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
وادیء عشقِ پیمبر ﷺ کا ہمالہ ہوتا
میری عظمت کی ستارے بھی گواہی دیتے
اُن ﷺ کا ہر نقشِ قدم چومنے والا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
دشتِ طیبہ میں بھٹکتا ہوا آہو ہوتا
گنبدِ سبز کا ہر عکس ہے روشن جس میں
مَیں اسی آنکھ سے ٹپکا ہوا آنسو ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
خاتمِ عشقِ رسالت کا نگینہ ہوتا
میرے عرشے پہ چلا کرتے سفیرانِ نبی ﷺ
ساحلِ شہرِ محمد ﷺ کا سفینہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
دوسرے رستے پہ چلنے سے بھی قاصِر ہوتا
عمر بھر رختِ سفر کھولنا پڑتا نہ مجھے
مَیں ازل ہی سے مدینے کا مسافر ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
شاخِ جذباتِ عقیدت پہ بسیرا ہوتا
رات بھر اشکِ مسلسل کے بناتا گجرے
شہرِ مدحت کا مَیں خوش رنگ سویرا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
شہرِ طیبہ کے سمن زاروں کا مالی ہوتا
عمر بھر پودے لگاتا مَیں ثنا خوانی کے
حشر میں چادرِ رحمت کا سوالی ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
بس میں جاروب کشِ شہرِ پیمبر ﷺ ہوتا
اپنی پلکوں کے چراغوں سے سجاتا راہیں
دن نکل آتا تو میں صبح کا منظر ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
نور کے پھولوں کی میں ایک کیاری ہوتا
ایک اک شاخ پہ شبنم کے پروتا موتی
گلشنِ طیبہ کی میں بادِ بہاری ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
شاخِ احساس پہ مہکا ہوا غنچہ ہوتا
خلدِ طیبہ کے سمن زاروں کی ہوتا خوشبو
رنگ اور نور کا بہتا ہوا دریا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
خیمہء جاں کی طنابوں کی میں سختی ہوتا
میرے چہرے پہ لکیروں کا بناتے جنگل
شہرِ پاکیزہ کے بچوں کی میں تختی ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
معبدِ عشقِ اویسیؒ کی میں مشعل ہوتا
ہمکلامی در و دیوار سے ہوتی رہتی
خوشبوئے شہرِ گرامی کا میں آنچل ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
چوم کر نقشِ قدم سروِ چراغاں ہوتا
شہرِ طیبہ کے چمکتے ہوئے ذروں کے طفیل
آئنہ خانے میں میں عکسِ درخشاں ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
خلدِ طیبہ کی ہواؤں کا مَیں آنچل ہوتا
یا سلاموں کی مہکتی ہوئی ہوتا ڈالی
یا درودوں سے چھلکتی ہوئی چھاگل ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
آتشِ شوقِ مسلسل کی مَیں بارش ہوتا
جان قدموں میں لٹا دینے کی ہوتا حسرت
یا مدینے ہی میں مر جانے کی خواہش ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
مَیں صبا بن کے مدینے سے روانہ ہوتا
مَیں لبِ اصغرِ معصوم سے ہوتا نہ جدا
کربلا میں مَیں خنک پانی کا چشمہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
ورقِ نور پہ طیبہ کا مَیں نقشہ ہوتا
یا پھر اک پیکرِ تصویرِ منور جس میں
صرف سرکار ﷺ کی گلیوں کا سراپا ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
بارشِ لطف میں میں وسعتِ داماں ہوتا
ان ﷺ کی دہلیز پہ رکھ دیتا میں آثارِ قلم
مرکزِ عشق مدینے کا دبستاں ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
منبعِ کوثر و تسنیم کا نقشہ ہوتا
ہر قدم آبِ خنک کی میں بچھاتا نہریں
شہرِ سرکار ﷺ کے ہر باسی کا سقّہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
میں سرِ بزمِ ازل کیف کا عالم ہوتا
گنبدِ سبز کی شادابی سے بھرتا دامن
رات کے پچھلے پہر دیدۂ پُرنم ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اپنے باطن کے جھروکوں میں بھی روشن ہوتا
دیکھتا رہتا میں حیرت سے سحر کا منظر
شب کی دیوار میں گر آنکھ کا روزن ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
مَیں نے سانسوں پہ اسی نام کو لکھا ہوتا
مَیں اسی نام سے تنہائی میں کرتا باتیں
مَیں نے ہر لمحہ اسی نام کو سوچا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
عہدِ گم گشتہ کی انمول نشانی ہوتا
ایک اک لمحہ درودوں کی برستی رم جھم
رسمِ اظہارِ غلامی کا مَیں بانی ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
ان ﷺ کے دربار میں مَیں عجزِ مجسم ہوتا
دست بستہ مَیں کھڑا رہتا درِ اقدس پر
آیتِ عشق کا مَیں حرفِ مکرم ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
شہرِ مکہ میں کسی پیڑ کا سایہ ہوتا
تیری توحید کا اعلان پیمبر ﷺ کرتے
تیرے محبوب ﷺ کے قدموں میں مَیں آیا ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
آخرِ شب کی دعاؤں کی مَیں مالا ہوتا
میرے ہاتھوں میں بھی جل اٹھتے مودت کے چراغ
مَیں بھی تنویرِ شبِ ارضِ تمنا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
احترامِ نبوی ﷺ عمر کا حاصل ہوتا
ذہن کھو دیتا توازن تو سرِ بزمِ حیات
اُن ﷺ کی تعظیم سے مَیں پھر بھی نہ غافل ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم
حشر کے روز نہ یوں بے سر و ساماں ہوتا
کاسہء عشق میں رکھتا مرے اشکوں کا حساب
ہمسفر میرا مرے درد کا درماں ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
محفلِ نعت کا سامان مہیا ہوتا
نعت گوئی ہی مری زادِ سفر بن جاتی
حشر میں نعت کا مجھ سے بھی تقاضا ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
منتظر حشر تلک میرا گھرانہ ہوتا
ایک دن آئیں گے آقا ﷺ مرے گھر میں بھی ضرور
اپنی اوقات میں رہتے ہوئے سوچا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
عزمِ تازہ کے سفر کی میں کہانی ہوتا
وقت تاریخ کے ماتھے پہ سجاتا جھومر
اپنے آبا کی میں انمول نشانی ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
شاخِ مضراب پہ نغموں کا بہاؤ ہوتا
یا مَیں ہر صوت کی تخلیق کا ہوتا لمحہ
یا مَیں ہر حرف کے باطن کا رچاؤ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
قصرِ ایماں کی فصیلوں کا دریچہ ہوتا
تن پہ ہوتی، مرے، تسلیم و رضا کی چادر
شاخِ ایماں پہ مہکتا ہوا غنچہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
آتشِ عشقِ نبی ﷺ کا مَیں الاؤ ہوتا
آگ یہ خلد میں بھی سرد نہ ہونے پاتی
بعد مرنے کے بھی اس سمت جھکاؤ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
سامنے میرے فقط نور کا ہالہ ہوتا
سامنے میرے فقط روضے کی رہتی جالی
سامنے میرے فقط گنبدِ خضرا ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
نعتِ سرکارِ دو عالم ﷺ کی روانی ہوتا
سر اٹھاتا نہ ورق پر سے قلم کے مانند
حرفِ پاکیزہ کی بھرپور جوانی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اُن ﷺ کا ہر نقشِ کفِ پا مری منزل ہوتا
میری فریاد مری نعت کا بنتی پیکر
دشتِ طیبہ کا مَیں اک آ ہوئے بسمل ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
لوحِ احساس پہ جذبات کی بارش ہوتا
پھول رعنائی کے کھلتے مری شاخوں پہ بہت
مَیں قلم تھامے ہوئے حرفِ ستائش ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
مَیں سرِ مقتلِ جاں حرفِ صداقت ہوتا
اُن ﷺ کی تعلیم کے انوار سے بھرتا جھولی
ہر عمل میرا بھی پابندِ شریعت ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
آخرِ شب کی دعاؤں کی میں حیرت ہوتا
مصر کے شہر میں جب سوت کی انٹی کھلتی
اپنے ہر اشکِ ندامت کی میں قیمت ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
زیرِ افلاک صداؤں کا میں گنبد ہوتا
نغمہء صلِ علیٰ گونجتا رہتا مجھ میں
حشر کے دن بھی اسی گھر میں مقید ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اوجِ افلاک پہ ہمدوشِ ثریا ہوتا
بال و پر ہوتے عطا اُڑنے سے پہلے مجھ کو
اپنی پروازِ مسلسل پہ بھروسہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
صرف اعزازِ غلامی مرا ارماں ہوتا
مَیں وفا داری کے ہر معنی کا ہوتا مظہر
اُن ﷺ کے دربانوں کے دربانوں کا درباں ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
عشقِ پیغمبر ذی شاں ﷺ کا اثاثہ ہوتا
میرے سامانِ سفر میں مری آنکھیں ہوتیں
میرے کشکولِ دعا میں زرِ عقبیٰ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
موسمِ مدحت و توصیفِ پیمبر ﷺ ہوتا
پرچمِ ابرِ شفاعت کھلا رہتا مجھ پر
بزمِ امکاں میں اگر عرصہء محشر ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
عشق کے سارے مراحل سے مَیں گزرا ہوتا
روشنی ٹوٹ کے گرتی جو مرے آنگن میں
کیف و مستی کی مئے ناب کا جرعہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
حبِ سرکارِ دو عالم ﷺ کا مَیں بھوکا ہوتا
عمر بھر نقشِ کفِ پائے پیمبر ﷺ کے طفیل
عمر بھر پیشِ نظر شہرِ تمنا ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
دامنِ حسنِ طلب بھر کے بھی پھیلا ہوتا
مَیں بھی قدموں میں سجا دیتا دل و جاں کے گلاب
مجھ کو بھی لمحہ حضوری کا جو بخشا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
جیب و داماں میں زرِ عشقِ رسالت ہوتا
میرا احساسِ غلامی ہی سرِ روزِ جزا
میرے بچوں کی بھی بخشش کی ضمانت ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
یارسول اللہ ﷺ کا ہونٹوں پہ وظیفہ ہوتا
حشر تک آنکھ مری خشک نہ ہونے پاتی
آئنہء اشک میں بس گنبدِ خضرا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
حرفِ طاعت کی مَیں تفہیم کا پیکر ہوتا
مسترد کرتا مَیں ابہام کی فرسودہ روش
لفظ و معنی کے سمندر کا شناور ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
ذاتِ اطہر ہی مرا مرکز و محور ہوتا
خلعتِ ختمِ رسالت ہے، اتاری تو نے
بعد آقا ﷺ کے کوئی کیسے پیمبر ﷺ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
ساتھ میرے مری بخشش کا بھی ساماں ہوتا
فرد تیار ہے محشر میں جرائم کی مگر
اُن ﷺ کے قدموں سے لپٹ جانے کا امکاں ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
قصرِ ایماں کے کسی طاق میں رکھا ہوتا
آئنہ خانے میں ہر عکس سے کرتا باتیں
منحرف چہروں کے جنگل میں نہ اترا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
ملکِ توصیف کے مَیں تخت کا والی ہوتا
نکہتِ لالہ و گل میرا تشخص لکھتی
شاخِ احساس کا ہر پھول مثالی ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
آلِ سرکار ﷺ کا ادنیٰ سا ملازم ہوتا
میرے بچوں کو غلامی کی عطا ہوتی سند
فرد ہر میرے قبیلے کا بھی منعم ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
نصب دیوار و در و بام میں تنہا ہوتا
اپنے دامن میں چھپا لیتا مَیں جلوؤں کے ہجوم
پیشِ منظر میں فقط آپ ﷺ کا چہرہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
روشنی کی مَیں سرِ شام علامت ہوتا
روزنِ عجز میں رکھ دیتا انا کا پرچم
آنکھ میں ٹھہرا ہوا اشکِ ندامت ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
چشمِ حیرت میں تمنا کی تجلی ہوتا
ہجر کی رات کی نمناک سی تاریکی میں
لوحِ احساس پہ مَیں حرفِ تسلی ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
درِ عالی پہ یہ دیوانہ بھی اکثر ہوتا
اپنی زنجیر کو اسنادِ غلامی کہہ کر
دامنِ شہرِ پیمبر ﷺ میں مکرر ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
وَجد کا لمحہ مری روح پہ طاری ہوتا
اُن ﷺ کے نعلین کے صدقے میں مَیں دریا بن کر
حشر کے روز لبِ تشنہ سے جاری ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اُن صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامِ محبت کا مَیں داعی ہوتا
کلکِ جامی سے مجھے عشق کی ملتی دولت
نعتِ سعدی کی مَیں دلکش سی رباعی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
میرا احساسِ غلامی تر و تازہ ہوتا
خاکِ دہلیزِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم جو مقدر ہوتی
صبحِ دلکش کے مَیں رخساروں کا غازہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
دستِ سائل کا میں کشکولِ گدائی ہوتا
دامنِ ہجر میں کھل اٹھتے حضوری کے گلاب
آخرِ شب کی دعاؤں کی کمائی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
بارشِ رحمتِ سرکار ﷺ میں جل تھل ہوتا
میری پہچان یہ زنجیرِ غلامی بنتی
میری آنکھوں میں عقیدت کا وہ کاجل ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اسی تہذیبِ خداداد کی خوشبو ہوتا
جس نے ہر دور کے انسان کو چہرہ بخشا
مَیں پیمبر ﷺ کی ثقافت کا وہ پہلو ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
بحرِ توصیفِ پیمبر ﷺ کا سفینہ ہوتا
یا چمن زارِ ثنا خوانی کی ہوتا شبنم
یا چراغِ شبِ تذکارِ مدینہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
حشر تک میرے مقدر کا بھی چرچا ہوتا
مَیں بھی تاریخ کے اوراق میں رہتا زندہ
شہرِ اقدس کی مَیں دیواروں پہ لکھا ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اُن ﷺ کے شاعر کا لقب مجھ کو بھی بخشا ہوتا
لوحِ جاں پھول سے حرفوں سے مہکتی رہتی
معتبر شہرِ ثنا میں مرا لہجہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
لفظ اقراء کے بہت گہرے معانی ہوتا
شوق سے پڑھتے مجھے شہرِ نبی ﷺ کے بچے
جاں نثاری کی میں دلچسپ کہانی ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
حرفِ اعزازِ سگِ کوئے پیمبر ﷺ ہوتا
اپنے آقا ﷺ کی گلی سے نہ نکلتا باہر
موت کے بعد بھی سرکار ﷺ کے در پر ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
ایک اک حرف محبت کا عمامہ ہوتا
ہر گھڑی آپ ﷺ کے دربار میں رہتا حاضر
ہاتھ میں شہرِ پیمبر ﷺ کا اقامہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
لفظ بن کر مَیں بصیریؒ کا قصیدہ ہوتا
کلکِ حسانؓ کی رعنائی کا ہوتا پیکر
اعلیٰ حضرتؒ کا میں پر جوش عقیدہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اسمِ سرکارِ دو عالم ﷺ کا وظیفہ ہوتا
مَیں لَحد کو بھی ثنا خوانی سے کرتا روشن
خلدِ توصیفِ پیمبر ﷺ کا صحیفہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
بحرِ انفاس کا گمنام جزیرہ ہوتا
میرے احباب مجھے ڈھونڈتے رہتے لیکن
درِ عالیٰ پہ مَیں خاموشی سے سویا ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اُن ﷺ کی مدحت کا علم میرا مقدر ہوتا
امتِ صبر کے آنسو بھی ہیں جن میں شامل
اُن درودوں کا سلاموں کا مَیں لشکر ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
مَیں مضافاتِ مدینہ کا مقامی ہوتا
قافلے والوں کے قدموں کے مَیں لیتا بوسے
ہاتھ بھی اٹھا ہوا بہرِ سلامی ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
مَیں موذن کی اذانوں کا ترنم ہوتا
پرچمِ وصفِ نبی ﷺ ہاتھ میں ہوتا میرے
میں سرِ عرش فرشتوں کا تکلم ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
خطہء جرم میں بالفعل مسلماں ہوتا
جرعہء عشقِ نبی ﷺ ہاتھ جو آتا میرے
دامنِ قریہء جاں میں بھی چراغاں ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
میرا ہر موئے بدن قلب کا مظہر ہوتا
موج در موج درودوں کے جزیرے ملتے
اپنے آقا علیہ وسلم ﷺ کی غلامی کا سمندر ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
نطقِ جذبات کا مَیں حسنِ بلاغت ہوتا
میرے ہر حرف میں قندیل ثنا کی جلتی
میرا ہر شعر عبادت کی عبادت ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
تا ابد لب پہ مرے اسمِ پیمبر ﷺ ہوتا
حشر کے روز اٹھاتے تو لحد میں میری
نعت کے کیف میں ڈوبا ہوا منظر ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اَطلسِ بخشش و رحمت کا لبادہ ہوتا
اور بھی پھول مرے باغِ سخن میں کھلتے
یہ کرم نعت کا کچھ اور زیادہ ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
نعتِ سرکارِ دو عالم ﷺ کا جریدہ ہوتا
اپنے اوراق پہ توصیف کی رکھتا کلیاں
سرورق گنبدِ خضرا سے کشیدہ ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
اُن ﷺ کے دستورِ عمل کی مَیں عبارت ہوتا
اُن ﷺ کے اعمالِ جلیلہ کا مَیں ہوتا مظہر
اُن کے اقوالِ جمیلہ کی مَیں ندرت ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
گنبدِ خضرا کا سرسبز مَیں روغن ہوتا
ایک اک لمحہ حضوری میں گزرتا میرا
رشکِ فردوسِ بریں میرا نشیمن ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
پرچمِ سبز کا مَیں چاند ستارا ہوتا
یہ وطن میرا وطن اُن ﷺ کے غلاموں کا وطن
سربکف چلتا مجھے جب بھی پکارا ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
مَیں بھی افکارِ جلیلہ کا تجمل ہوتا
خاکِ طیبہ و نجف کو مَیں بناتا سرمہ
اُن ﷺ کے اقبالؒ کی پروازِ تخیل ہوتا

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
شہرِ مدحت میں مقدر کا سکندر ہوتا
اُن ﷺ کی توصیف رقم مجھ سے نہ ہونے پاتی
مَیں اگر لفظ کا بھی گہرا سمندر ہوتا

Marfat.com

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے ربِ کریم
ہاتھ میں میرے تمناؤں کا کاسہ ہوتا
آبِ کوثر سے کبھی پیاس نہ بجھتی میری
تیرے محبوب ﷺ کی مَیں دید کا پیاسا ہوتا

Marfat.com

Marfat.com

زندگی دراصل--- آرزو--- اور موت--- مرگ آرزو--- کا نام ہے۔ آرزو کے بغیر زندگی ایک تہمت ہے' جیسے روشنی کے بغیر سورج مٹی کا ایک تودا اور جسم روح کے بغیر ایک جنازہ'

گرمئی حیات کا سارا دارومدار آرزو پر ہے' یہ نہ رہے تو زندگی اور راکھ کے ڈھیر میں کوئی فرق نہیں رہتا' آرزو انسان کے ذہن کو توانائی' فکر کو ہدف اور عمل کو مہمیز دیتی ہے لیکن آرزو کی بھی کئی قسمیں ہیں' زر و مال کی آرزو' جاہ و منصب کی آرزو' اور غلبہ و اقتدار کی آرزو' مگر مسئلہ یہ ہے کہ زر و مال کی آرزو غالب آجائے تو انسانیت کا قحط اور دیانت کا کال پڑ جاتا ہے۔ جاہ و منصب کی آرزو حد سے بڑھ جائے تو علم و ادب کا جنازہ اٹھ جاتا ہے اور غلبہ و اقتدار کی آرزو بے کنار ہونے لگے تو انسانی شرف و وقار ختم ہو جاتا ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی آرزو زندہ بھی ہے اور پاکیزہ بھی' زر ان کی نظر میں معتبر نہیں' جاہ کو پر کاہ سمجھتے ہیں اور غلبہ ان کا مسئلہ نہیں۔ وہ میر و وزیر نہیں' دل میں سلطنت عشق کے فقیر اور راز الفت کے سفیر بننے کی آرزو پالتے ہیں' محترم ریاض حسین چودھری انہی بیدار بخت لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جن کی آرزو بڑی مختصر مگر بہت ہی معتبر ہے' آرزو تو ایک ہے البتہ اس کے اظہار کے پیرائے متعدد اور اسالیب متنوع ہیں۔

چودھری صاحب برسوں سے نعت کہہ رہے ہیں بلکہ جہانِ نعت میں جی اور فضائے نعت میں سانس لے رہے ہیں۔ ان کا قلم کسی بادشاہ کے قصیدے اور کسی رہنما کے سہرے سے آلودہ نہیں ہوا۔ جب زبان کھلی نعت کی کلی چٹکی اور جب قلم اٹھا نعت کا منظر ابھرا۔ بیسویں صدی کی آخری طویل نظم "تمنائے حضوری" ایک آرزو ہے جو لہجہ بدل بدل کر سامنے آتی ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ کو یہ انداز طلب پسند آجائے' فقیر طالب تو ایک ٹکڑے کا ہوتا ہے مگر مانگتا وہ الگ الگ طریقے سے ہے' شاید سخی کو کوئی قرینہ ء التجا بھا جائے۔ تمنائے حضوری کا مرکزی موضوع در رسالت کی باریابی' بارگاہ نبوت کی حاضری اور حضور ﷺ کی غلامی ہے' ہر بند کا پہلا مصرع ہے۔

مجھ کو ہونا ہی اگر تھا تو مرے رب کریم

تو کیا ہونا چاہیئے تھا؟ اگلے تینوں مصرعے پلٹ پلٹ کر ایک ہی آرزو کے مظاہر ہیں۔ کبھی کہتے ہیں :-

میری فریاد مری نعت کا بنتی پیکر دشت طیبہ کا میں اک آہوئے بسمل ہوتا

کبھی یوں قلم مچلتا ہے :-

کلکِ جامی سے مجھے عشق کی ملتی دولت نعتِ سعدی کی میں دلکش سی رباعی ہوتا

کبھی اس طرح صدا لگاتے ہیں :-

یا چمن زار ثنا خوانی کی ہوتا شبنم یا چراغ شب تذکار مدینہ ہوتا

اور کبھی یہ انداز طلب اپناتے ہیں :-

اُنؐ کے قدموں سے لپٹ جاتا بوقت ہجرت ریگ صحرا کا چمکتا ہوا ذرہ ہوتا

"تمنائے حضوری" ایک جرعہ ء سلسبیل ہے جس کا رنگ اور ذائقہ منفرد اور جس کی خوشبو اور مٹھاس جداگانہ ہے' یہ ایک تجلی ء نور ہے جو بہت دور تک زندگی اور روشنی کو ہم آغوش کئے رکھتی ہے اور یہ وہ آرزو ہے جو زندگی کو تقدس اور جواز فراہم کرتی ہے۔

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

Marfat.com